REGD No. L. 5254

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے ۔ ۴ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ

جلد ۴۷/۱۲ ۔ ۱۶ نبوت ۱۳۳۷ھش ۔ ۱۶ نومبر ۱۹۵۸ء ۔ نمبر ۲۶۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۵ نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت دردِ نقرس کی وجہ سے ناساز ہے۔ ناسازیٔ طبع کے باعث حضور کل نماز جمعہ پڑھانے کے لئے تشریف نہ لا سکے۔ حضور کے ارشاد کے مطابق نماز جمعہ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھائی۔ اور خطبہ دیا۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

سرکاری ملازموں کی دیانتداری اور کارکردگی کی چھان بین

غیر سرکاری لوگوں کے خلاف بھی بدعنوانیوں کی تحقیقات کی جائے گی۔

کراچی ۱۵ نومبر۔ حکومت نے مرکز اور صوبوں میں تمام سرکاری ملازموں کی دیانتداری اور کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے کمیٹیاں مقرر کی ہیں۔ یہ اقدام اس لئے کیا گیا ہے تاکہ جو سرکاری ملازم نااہلیت اور بدعنوانیوں کے مرتکب پائے جائیں۔ انہیں ملازمت سے فارغ کر دیا جائے۔ کابینہ کے سیکرٹریٹ نے ایک پریس نوٹ میں اس امر کا انکشاف کرتے ہوئے اعلان کیا ہے۔ کہ ان کمیٹیوں کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ کم سے کم مدت میں اپنا کام مکمل کر لیں۔ پریس نوٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ علاوہ ازیں اعلیٰ اختیارات کی بعض خاص کمیٹیاں بھی مقرر کی گئی ہیں۔ جو غیر سرکاری لوگوں کے خلاف بدعنوانیوں کی تحقیقات کریں گے۔ یہ کمیٹیاں بدعنوانیوں سے متعلق شہادتوں کی جانچ پڑتال کے بعد جن معاملوں میں ضروری خیال کریں گی۔ مقدمے چلانے کی اجازت دیں گی۔ سرکاری اور غیر سرکاری لوگوں کے خلاف تحقیقات کے سلسلہ میں اس بات کا پورا خیال رکھا گیا ہے کہ کسی کے خلاف انتقامی کارروائی نہ ہونے پائے۔

حکومت عوام کی قوت خرید کو بڑھانا چاہتی ہے

چاٹگام ۱۵ نومبر۔ مرکزی وزیر خزانہ ابوالقاسم نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت عوام کی قوت خرید کو بڑھانا چاہتی ہے۔ انہوں نے کل ایک بیان دیتے ہوئے کہا حکومت صنعتوں کی ترقی کی طرف پوری توجہ دے گی۔ وزیر موصوف نے جو آجکل مشرقی پاکستان کا دورہ کر رہے ہیں کہا میں اگلے ماہ مشرقی پاکستان کا پھر دورہ کروں گا۔

یہ انہوں نے اس غرض سے استعفیٰ دیا ہے تاکہ وزیراعظم عبداللہ خلیل کو کل جماعتی حکومت بنانے کا موقعہ مل جائے۔

تنازعہ کشمیر کے سلسلہ میں وزیراعظم کینیڈا کا اظہار تشویش

پسماندہ ملکوں کی امداد کیلئے کامن ویلتھ کا ترقیاتی فنڈ قائم کرنیکی حمایت

کراچی ۱۵ نومبر۔ کینیڈا کے وزیراعظم مسٹر جان جی ڈیفن بیکر نے اس امر پر اظہار تشویش کیا ہے کہ تنازعہ کشمیر اتنے طویل عرصہ سے تصفیہ طلب چلا آ رہا ہے۔ آپ نے توقع ظاہر کی کہ باہمی بات چیت سے بالآخر اس مسئلے کے متفقہ حل کی صورت نکل آئے گی

مسٹر ڈیفن بیکر نے اس تجویز کی حمایت کی کہ کامن ویلتھ کے جن ملکوں کو نئی آزادی ملی ہے ان کی امداد کے لئے کامن ویلتھ کا ترقیاتی فنڈ قائم کیا جائے۔ مسٹر ڈیفن بیکر نے کل شام ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ جس میں سب سے زیادہ سوالات کشمیر کے بارے میں دریافت کئے گئے ایک سوال پر آپ نے کہا کہ کامن ویلتھ کے رکن کی حیثیت سے کینیڈا کی حکومت تصفیہ کے سلسلہ میں اپنی خیرسگالی خدمات پیش کر سکتی ہے جب یہ پوچھا گیا کہ آیا آپ بھارت اور پاکستان کے راہنماؤں سے مجوزہ بات چیت کے دوران ایسی خدمات پیش کریں گے۔ تو مسٹر ڈیفن بیکر نے اس سوال کا کوئی دو ٹوک جواب دینے سے احتراز کیا۔ آپ نے کہا ایسی پیشکش قیاس آرائیوں اور غلط فہمیوں کی موجب ہو سکتی ہے۔ تاہم ڈیفن بیکر نے ایک نامہ نگار کے سوال پر کہا کہ ایک اصول کے طور پر کینیڈا حق خود ارادیت کی حمایت کرتا ہے۔

ٹوگولینڈ پر فرانس کی نگرانی ختم

نیویارک ۱۵ نومبر۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا ہے کہ ۱۹۶۰ء میں ٹوگولینڈ پر فرانس کی نگرانی کا سمجھوتہ ختم کر دیا جائے۔ فرانس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ۱۹۶۰ء میں ٹوگولینڈ کو آزاد کر دیگا۔ آزادی کی معین تاریخ کا اعلان مقامی حکام سے مشورہ کے بعد کیا جائے گا۔

امہ پارٹی کے چھ وزیر مستعفی

خرطوم ۱۵ نومبر۔ سوڈان کی مخلوط کابینہ سے امہ پارٹی کے چھ وزیر مستعفی ہو گئے ہیں

دو روسی سائنسدان نوبل پرائز وصول کریں گے

سٹاک ہوم ۱۵ نومبر۔ اس سال جن تین روسی سائنسدانوں کو فزکس کا نوبل پرائز ملا ہے۔ ان میں سے دو پاول اے چارنکوف اور الیا میخ فرنیک نے سویڈن کی سائنسی اکیڈیمی کو آگاہ کیا ہے۔ کہ وہ ۱۰ دسمبر کو انعام حاصل کرنے کے لئے سٹاک ہوم پہنچ رہے ہیں۔ تیسرے روسی سائنسدان نے تقسیم انعامات کی تقریب میں شرکت کی "امید" کا اظہار کیا ہے۔

سربراہوں کی کانفرنس کی تجویز

لنڈن ۱۵ نومبر۔ کینیڈا کے وزیر خارجہ نے کل ایک بیان میں کہا کہ اچانک حملوں کی روک تھام کے لئے مشرقی اور مغربی ممالک کی جو کانفرنس ہو رہی ہے۔ اگر وہ ناکام ہو گئی۔ تو کینیڈا یہ تجویز پیش کریگا کہ تمام بڑے ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس منعقد کی جائے۔ جس میں کمیونسٹ چین کو بھی شامل کیا جائے۔

بھاگل کوٹ کا فرقہ وارانہ فساد

نئی دہلی ۱۵ نومبر۔ اخبارات میں تاخیر سے شائع ہونے والی ایک اطلاع کے مطابق وزیراعلیٰ میسور نے گزشتہ ہفتے صوبائی اسمبلی میں تسلیم کیا کہ ۲۳ اکتوبر کو بھاگل کوٹ میں جو فرقہ وارانہ فسادات ہوئے تھے ان میں پولیس کی فائرنگ سے ایک مسلم نوجوان ہلاک اور دو مسلمان لڑکے مجروح ہو گئے تھے وزیراعلیٰ نے بعض استفسارات پر تسلیم کیا کہ گزشتہ ۳-۴ ماہ سے شہر میں سخت فرقہ وارانہ کشیدگی موجود تھی۔ اور دنگا ہونے کا امکان پایا جاتا تھا۔ یہ فسادات بھاگل کوٹ میں راشٹریہ سیوک سنگھ کے ایک جلوس کے بعد ہوئے تھے۔ وزیراعلیٰ نے اسمبلی میں بتایا کہ فسادات کے دوران چند مساجد کی بے حرمتی کی گئی۔ مسلمانوں کی چار دوکانیں تباہ کر دی گئیں۔ اور مسلمانوں کی ۲۸ گھوڑا گاڑیوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ میسور کے وزیراعلیٰ نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ فسادات کے دوران مسلمان خواتین سے بھی بدسلوکی کی گئی تھی۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۵۸ء

سادہ زندگی

ہر قوم میں بلحاظ طرز زندگی کے ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض لوگ عادتاً بڑے ٹھاٹھ سے بسر کرتے ہیں۔ بعض لباس اور دیگر ضروریات زندگی میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا پسند کرتے ہیں۔ اس کے مقابل ہر قوم میں ایک ایسا طبقہ بھی ہوتا ہے۔ جو باوجود استطاعت رکھنے کے اپنی ذات پر کم سے کم خرچ کرتے ہیں۔ اول قسم کے لوگ اکثر فضول خرچ ہوتے ہیں۔ اور دوسری قسم کے لوگ اکثر کنجوس کہلاتے ہیں۔ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان ایک معتدل طبقہ ہوتا ہے۔ جو میانہ روی کو پسند کرتا ہے۔ دراصل یہی طبقہ ہے جو حقیقی معنوں میں قوم کی ریڑھ کی ہڈی بنتا ہے جس کے گرد اریسے اقوام عزت و وقار حاصل کرتی ہیں۔

ایک صحت مند معاشرہ وہی ہوتا ہے جس میں معتدل مزاج کے لوگوں کی اکثریت ہوتی ہے۔ یہی طبقہ ہے جو اپنی قابلیت کے مطابق دولت پیدا کرتا ہے۔ اور اپنی حقیقی ضروریات کے مطابق خرچ کرتا ہے جس قوم میں ایسے لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔ وہی قوم بیدار قوم کہلاتی ہے۔ اور وہی قوم ہر قسم کی ترقی میں پیش پیش ہوتی ہے لیکن جس قوم میں زیادہ خرچ کرنے والے یا کنجوسی کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہو جائے۔ ایسی قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی۔ کیونکہ اول الذکر روپیہ ضائع کرتے ہیں۔ اور ثانی الذکر روپیہ پر سانپ بنکر بیٹھ جاتے ہیں۔ جس معاشرہ کے نظام سے وہ دولت کماتے ہیں۔ اس معاشرہ کی ترقی کے لئے وہ کچھ نہیں کرتے۔ اور اس طرح معاشرہ کو اندر ہی اندر گھن جاتا ہے اور جلد تباہ ہو جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اکثر قوم و ملک کے بہی خواہ مفکرین سادہ زندگی پر زور دیتے ہیں۔ سادہ زندگی کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ انسان اپنی حیثیت کے مطابق اپنی ضروریات زندگی پر خرچ نہ کرے۔ اور اپنی قوت پیدائش کو زائل کرے۔ بلکہ سادہ زندگی کے معنے یہ ہیں کہ اپنی حیثیت کے مطابق اپنی ضروریات زندگی پر اتنا خرچ کرے کہ بعض دوسری ضروریات پر خرچ کرنے کے لئے کچھ پس انداز بھی کر سکے۔ دولت رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مفلوک الحال بنائے رکھنا سادہ زندگی میں داخل نہیں ہے بے شک بعض استثنائی صورتوں میں ایسی قربانی جائز ہے۔ لیکن جس معاشرہ کا کوئی فرد رکن ہے۔ اس کے صحت مند ارتقا کے لئے ضروریات زندگی میں اعتدال لازمی ہے۔ البتہ جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ بعض بلند طبع لوگ کنجوسی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس غرض سے کہ قومی کاموں میں زیادہ سے زیادہ اپنی کمائی ہوئی دولت خرچ کریں۔ اپنی ذات پر کم سے کم خرچ کرتے ہیں۔ اور بعض آرام دہ اخراجات کو ترک کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ وہی ہوتے ہیں جو بہت بلند کردار کے ہوتے ہیں اور اکثر قومی امور مہمہ میں یہی لوگ پیش پیش ہوتے ہیں۔

جو جماعتیں کوئی نصب العین لے کر کھڑی ہوتی ہیں۔ اس کے اکثر ارکان اس مزاج کے ہوتے ہیں کہ وہ محنت کر کے زیادہ سے زیادہ کماتے ہیں۔ اور اپنی ذات پر کم سے کم خرچ کرتے ہیں۔ اور باقی کمائی قومی کاموں کے لئے دے دیتے ہیں ایسی جماعتوں کے افراد کے لئے زیادہ زندگی گویا فرض بن جاتی ہے لیکن قرآن کریم میں ایسے لوگوں کے لئے بھی اپنے نفس کا حق ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اور ہدایت کی گئی ہے۔ کہ انفاق میں اس امر کا لحاظ رکھا جائے کہ بعد میں دوسروں کا محتاج نہ ہونا پڑے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہر انسان جو مبذرین اور بخیلوں میں شامل نہیں ہے اپنے حالات کے مطابق خود ہی اندازہ کر سکتا ہے کہ اس کی حقیقی ذاتی ضروریات کے کیا حدود ہونے چاہئیں۔ وہ اپنے ماحول کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ بعض وقت قومی ضرورت چاہتی ہے۔ کہ انسان اپنا سب مال قوم کے حوالے کر دے۔ چنانچہ ایسی مثالیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں پائی جاتی ہیں کہ سارا اندوختہ دے دیا گیا اس ضمن میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی بین مثال ہمارے سامنے ہے۔ بیشک ایسے صدیق خال خال ہوتے ہیں۔ مگر زندہ اقوام میں ہوتے ضرور ہیں۔ ایسے کردار کے لوگوں کے لئے سادہ زندگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسلئے جب سادہ زندگی اختیار کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ تو روئے سخن ان لوگوں کی طرف ہوتا ہے جو ذاتی اخراجات میں فضول خرچی کے عادی ہوتے ہیں۔ جو نہ صرف اپنی کمائی بلکہ عزیزوں کی کمائی بھی تباہ کرتے ہیں۔

الغرض سادہ زندگی کا معیار جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ ہر شخص کے حالات کے مطابق ہوتا ہے بنیادی اصول یہ ہے کہ اپنی کمائی میں سے اپنے نفس پر اتنا خرچ کیا جائے کہ حیثیت کے مطابق اس کے بغیر اپنے ماحول میں گزر نہ ہو سکے۔ یعنی اپنی حیثیت کو قائم رکھتے ہوئے کم سے کم ذاتی خرچ کیا جائے۔ علاوہ ازیں بعض اخراجات ایسے ہیں جو ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے فضول خرچی میں داخل ہیں۔ مثلاً عیاشی کے سامانوں میں جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے۔ وہ فضول خرچی ہے۔ اور سادہ زندگی کے منافی ہے۔ سینما بینی۔ بلا ضرورت دعوتیں اڑانا یا بیاہ شادی کی جاہلانہ رسومات پر بے تحاشہ خرچ کرنا ہر غریب اور دولت مند کے لئے ضیاع مال کا حکم رکھتا ہے۔

پھر جیسا کہ معلوم ہے اسلام صرف اصول ہی نہیں دیتا۔ بلکہ اخلاق کے قیام کے لئے عقلی اور عملی قواعد بھی راہ نمائی کے لئے دیتا ہے چنانچہ سادہ زندگی کے متعلق بھی اسلام نے عقلی اور عملی قواعد دیئے ہیں۔ اسلام نے مردوں کے لئے ریشم اور سونے کا استعمال ممنوع قرار دیا ہے ساتھ ہی جسمانی پاکیزگی کے ایسے قواعد دیئے ہیں۔ کہ انسان سادہ سے سادہ اور کم سے کم قیمت لباس میں بھی اعلےٰ سے اعلےٰ مجالس میں بغیر دوسروں کے جذبات کو اذیت دیئے شامل ہو سکتا ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ سادگی کے معنے یہ نہیں ہیں کہ انسان لباس اور خوراک میں نفاست اور پاکیزگی کو نظر انداز کر دے۔ میلا کچیلا لباس اور غلیظ خوراک سادہ زندگی نہیں۔ بلکہ ازروئے اسلام سخت ناپسندیدہ افعال ہیں۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

الحمد للہ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا واحد تبلیغی ادارہ جامعہ احمدیہ جس میں واقفین زندگی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جس ادارہ کے ذمہ مبلغین تیار کرنا ہے کی عمارت مکمل ہو گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جامعہ میں بجلی اور فون بھی لگ چکا ہے اس عظیم ادارہ کی عمارت کے لئے جن بزرگوں نے گراں قدر رقوم عطا فرمائی ہیں۔ میں ان تمام بزرگوں کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ انشاء اللہ کسی مناسب صورت میں ان بزرگوں کے نام جامعہ میں محفوظ کئے جائیں گے۔ تا ان کے لئے دعا کی تحریک ہوتی رہے:

(۱) شیخ کریم بخش صاحب مرحوم اینڈ سنز کوئٹہ	۱۵۰۰ روپے
(۲) ڈاکٹر محمودہ بیگم صاحبہ کراچی بنت مکرم ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ	۱۵۰۰ "
(۳) حاجی عبد الرحمٰن صاحب رئیس باندھی	۱۵۰۰ "

انشاء اللہ اس کے بعد ان احباب کی فہرست پیش کی جائے گی جنہوں نے ایک صد یا اس سے زیادہ کی رقم جامعہ کی عمارت کے لئے عطا فرمائی۔

وکیل التعلیم تحریک جدید

سال ختم ہو رہا ہے

وقف جدید کے چندہ کا پہلا سال ۳۱ دسمبر ۱۹۵۸ء کو ختم ہو رہا ہے مگر بہت سے دوستوں نے ابھی تک اپنے وعدے ادا نہیں کئے۔ وعدوں کا اصل مقصد ان کی بروقت ادائیگی سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا سب عہدہ داران جماعت اور احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ وقف جدید کے بقایا جات کی وصولی کی طرف فوری توجہ فرمائیں۔

(انچارج دفتر وقف جدید)

انسانی فطرت کا نفسیاتی مطالعہ

(از مکرم خلیفہ صلاح الدین احمد صاحب)

تمدن کے آغاز سے عصرِ حاضرہ تک قدیم وجدید تاریخ اس حقیقت کو نہایت وضاحت سے آشکار کرتی ہے کہ اقوامِ عالم اپنے اپنے اوقات میں دو دوروں میں سے گزرتی رہی ہیں۔ ایک مذہبی اور دوسرا دنیاوی یا مادی۔ اور یہ امر بھی واضح طور پر نظر آتا ہے کہ ہر دور میں اپنی اپنی استعداد کے مطابق انسان کارہائے نمایاں دکھاتے رہے ہیں۔ اجتماعی رنگ میں بھی اور انفرادی رنگ میں بھی۔ جن کے اکثر آثار اور اثرات اب تک موجود ہیں۔ انہیں آثار اور اثرات کی یادداشتیں تواریخ میں محفوظ کی جاتی ہیں۔ غرض دینی اور دنیاوی ہر دو میدانوں میں انسان اپنے اچھے یا بُرے اعمال و افعال ظاہر کرتا رہا ہے۔ ان اعمال کے مطالعہ سے انسانی فطرت کو سمجھنے اور پرکھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں بار بار تاکید آئی ہے کہ تاریخ اور آثارِ قدیمہ کا مطالعہ کیا جائے۔ جیسا کہ فرمایا ہے افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم (۱۲-۱۰۹) یعنی "یہ لوگ زمین کی سیاحت کیوں نہیں کرتے اور کیوں اس بات کا جائزہ نہیں لیتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا"۔

گزشتہ اقوام کے اس دوری تناقض کو مدنظر رکھتے ہوئے طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان اپنی بہبودی کے لحاظ سے کونسے رجحانات کے زیر اثر اپنی صحیح نفسیاتی فطرت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اور انجام کار اپنے لئے اور آئندہ نسل کے لئے بہتر نتائج حاصل کر سکتا ہے۔ اس سوال کا شدید احساس ہمیشہ مادی تمدن کے دوران میں پیدا ہوتا رہا ہے اور آخر کار مذہب ہی پریشان انسانیت کو اطمینان و سکون بخشتا رہا ہے۔ تاریخی لحاظ سے اس کشمکش کے تفصیلی حالات صرف یونانی تاریخ اور فلسفہ میں دستیاب ہوتے ہیں۔ یا پھر موجودہ فلسفہ اور سائنس کے نظریات اس کے متعلق تحقیق و تدوین کی راہیں کھولتے ہیں۔ کیونکہ موجودہ زمانہ بھی اثر و نفوذ کے لحاظ سے ایک زبردست مادی تمدن کا دور ہے۔

مادی تمدن ہمیشہ مذہبی تمدن کے بگاڑ کے نتیجہ میں جنم لیتا ہے۔ اس لئے فلاسفر اور سائنس دان مذہب کی تعریف کرنے میں اس کی آخری جھلک اور کمزوری سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اور اس طرح مذہبیت اور مادیت کے تقابل سے حقیقی نتائج پر پہنچتے ہیں۔

ایک روک پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً برٹرینڈ رسل اس دوری تسلسل کے سلسلہ میں یوں لکھتا ہے کہ "عموماً ہم مادی تمدن کا آغاز بے لچک، جبری اور توہماتی تحریکوں سے ہوتا ہے۔ جو تدریجاً مدھم پڑ جاتی ہیں۔ اور ایک خاص حالت تک پہنچ کر عقلی المعانی کو جگہ دے دیتی ہیں۔ پہلے یہ حال رہتا ہے کہ بعض خوبیاں ابھی موجود ہوتی ہیں۔ اور وہ برائیاں جو اس تبدیلی سے پیدا ہونے والی ہوتی ہیں ابھی ظاہر نہیں ہوتیں۔ مگر جب وہ برائیاں شروع ہوتی ہیں تو anarchy یعنی بغاوت اور سماج دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے مجبوراً جبر و تشدد سے کام لینا پڑتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں پھر نئی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے جو کہ بے لچک تحریکات کی مرہون منت ہوتی ہے"۔

پھر لکھا ہے کہ "اس دوری کیفیت کے تسلسل سے بچنے کے لئے ہم کسی آزاد اصول کی تلاش میں ہیں۔ اب مستقبل بتا سکے گا کہ ہماری کوشش کامیاب ہوتی ہے یا نہیں"۔

(مغربی فلسفہ کی تاریخ صفحہ ۲۰)

اس عبارت میں "بے لچک جبری اور توہماتی تحریک" سے مراد مذہب ہے اور "عقلی المعانی" سے مراد مادی نظریات۔ اور "خوبیوں" سے مراد وہ اخوت اور مساوات ہے جو مذہب پیدا کرتا ہے۔ اور نئی تبدیلی کی "برائیوں" سے مراد مادہ پرستی میں نفسانی بھوک ہے جو آخر کار بغاوت اور سماج دشمنی پر منتج ہوتی ہے۔

مذہب کو بے لچک اور توہماتی تحریک سے تعبیر کرنا ایک لحاظ سے درست بھی ہے اور ایک لحاظ سے غلط بھی۔ درست اس لحاظ سے کہ مذہبی تمدن کا آخری زمانہ اس کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جبکہ اس کو سیاسی اقتدار حاصل ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی مذہب اس قدر غیر معقول بنا دیا جاتا ہے۔ کہ اس سے جبر و اکراہ کا جواز نکل سکے۔ مگر یہ تعریف مذہب کی ابتدائی اور حقیقی صورت پر صادق نہیں آسکتی۔ جبکہ مخالف طاقت اور اثر و نفوذ کے مقابلہ میں وہ محض دلائل و شواہد کے ذریعہ پنپتا ہے۔ اس زمانہ میں تو جبر، ظلم اور تشدد کا خود مذہب ہی شکار ہوتا ہے۔ ہاں اپنے وقت کے اخیر حصہ میں مذہب کو بھی انسانی کمزوری جبر و تشدد ایسے غیر معقول راستہ پر چلانا چاہتی ہے۔ اور اس کے جواز میں توہمات اور بے لچک اصول اپنا لیتی ہے۔

رسل نے جس مذہبی خوبی کا ذکر کیا ہے کہ وہ مذہبی تمدن کے ختم ہونے کے دیر بعد تک قائم رہتی ہے وہ اخوت اور مساوات جو معاشرتی اتحاد یعنی Social Cohesion پیدا کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ بلکہ مادی تمدن کی جتھہ بندی کا بھی راز قومی اخوت اور حمیت ہے۔ جو کہ مذہب نے پیدا کی ہوتی ہے۔ خدا نے اس کو بنی نوع انسان کے لئے بڑی نعمت گردانا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآن مجید کی جامع اور مکمل تعلیم

"........ قرآن کا مقصد تھا۔ وحشیانہ حالت سے انسان بنانا۔ انسانی آداب سے مہذب انسان بنانا۔ تا شرعی حدود اور احکام کے ساتھ مرحلہ طے ہو۔ اور پھر باخدا انسان بنانا۔ گو یہ لفظ مختصر ہیں مگر ان کے ہزارہا شعبے ہیں چونکہ یہودیوں، طبیعیوں، آتش پرستوں اور مختلف اقوام میں بد روشنی کی روح کام کر رہی تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باعلام الٰہی سب کو مخاطب کر کے فرمایا:۔ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا (پ ۹) اس لئے ضروری تھا کہ قرآن شریف ان تعلیمات کا جامع ہوتا۔ جو وقتاً فوقتاً جاری رہ چکی تھیں اور ان تمام صداقتوں کو اپنے اندر رکھتا۔ جو آسمان سے مختلف اوقات میں مختلف نبیوں کے ذریعے سے زمین کے باشندوں کو پہنچائی گئی تھیں۔ قرآن کریم کے مدنظر تمام نوع انسان تھا۔ نہ کوئی خاص قوم اور ملک اور زمانہ۔ اور انجیل کے مدنظر (صرف) ایک خاص قوم تھی اسی لئے مسیح علیہ السلام نے بار بار کہا۔ کہ "میں اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں آیا ہوں"۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ قرآن کیا لایا؟ اس میں وہی کچھ تو ہے جو توراۃ میں درج ہے۔ اور اسی کوتاہ نظری نے بعض عیسائیوں کو عدم ضرورت قرآن جیسے رسائل لکھنے پر دلیر کر دیا۔ کاش وہ سچی دانائی اور حقیقی فراست سے حصہ رکھتے۔ تا وہ بھٹک نہ جاتے۔ ایسے لوگ کہتے ہیں۔ کہ توراۃ میں لکھا ہے کہ تو زنا نہ کر۔ ایسا ہی قرآن میں لکھا ہے کہ زنا نہ کر۔ قرآن توحید سکھاتا ہے۔ اور توراۃ بھی خدائے واحد کی پرستش سکھلاتی ہے۔ پھر فرق کیا ہوا؟ بظاہر یہ سوال بڑا پیچدار ہے۔ اور اگر کسی ناواقف آدمی کے سامنے پیش کیا جائے۔ تو وہ گھبرا جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے پیچدار سوالات کا حل بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے بغیر ممکن نہیں۔ یہی تو قرآنی معارف ہیں جو اپنے وقت پر ظاہر ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن شریف اور توراۃ میں تطابق ضرور ہے۔ اس سے ہم کو انکار نہیں۔ لیکن توراۃ نے صرف متن کو لیا ہے۔ جس کے ساتھ دلائل براہین اور شرح نہیں ہے لیکن قرآن کریم نے معقولی رنگ کو لیا ہے۔ اس لئے کہ توریت کے (نزول کے) وقت انسانوں کی استعدادیں وحشیانہ رنگ میں تھیں۔ (مگر قرآن شریف کے نزول کے وقت استعدادیں معقولیت کا رنگ پکڑ گئی تھیں۔) اس لئے قرآن شریف نے وہ طریق اختیار کیا۔ جو اخلاق کے منافع کو ظاہر کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ اخلاق کے مفاد کیا ہیں اور نہ صرف مفاد اور منافع کو بیان ہی کرتا ہے۔ بلکہ معقولی طور پر دلائل اور براہین کے ساتھ ان کو پیش کرتا ہے۔ تاکہ عقل سلیم سے کام لینے والوں کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ کہ قرآن شریف کے وقت استعدادیں معقولیت کا رنگ پکڑ گئی تھیں اور توریت کے وقت وحشیانہ حالت تھی۔ حضرت آدمؑ سے لے کر زمانہ ترقی کرتا چلا گیا ہے۔ یہاں تک کہ قرآن شریف کے وقت وہ دائرہ کی طرح پورا ہو گیا"۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۸۲-۸۳)

واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔

(آل عمران ع۱۱) — یعنی

"خدا کے رشتہ کو مضبوط پکڑے رکھو اور افتراق سے بچو اور اس خدا کی نعمت کو یاد رکھو۔ جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے مگر خدا نے تمہارے دلوں کو محبت کے ذریعہ ایک کر دیا تھی کہ اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے"۔ مگر مادیت نفس پرستی کا سبق دیتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں پہلے لیڈر مذہبی قومیت کے ٹکڑے کر کے جتھہ بندی کی طرح ڈالتے ہیں۔ پھر ملک کے نام پر ایک بڑا جتھہ بنا لیتے ہیں۔ اور ۔۔۔ بین الاقوامی جنگیں شروع ہو جاتی ہیں۔ آخر کار جب مذہبی اثر و رسوخ بالکل مفقود ہو جاتا ہے۔ تو پھر انفرادی نفس پرستی Nationalism کو بھی تباہ کر دیتی ہے۔ یورپ اب اسی خطرہ یعنی اخلاقی بغاوت سے دوچار ہے۔

یونان کو بھی اور اکثر حصہ یورپ کا جو اس کے زیر اثر آ گیا تھا۔ اس کو بھی اس عمل میں سے گذرنا پڑا تھا۔ آخر کار حضرت مسیحؑ کی تعلیم نے اس کو خود بربادی کے راستہ سے بچایا۔ مگر شرعی بنیاد پختہ نہ ہونے کی وجہ سے مسیحؑ کی تعلیم جلد ہی بگڑ گئی اور پھر یونان کے نقش قدم پر عیسائی قومیت کو بھی ڈال دیا گیا۔

یونانی فلسفہ کے آغاز کی وجہ بھی یہی تھی کہ پہلے ان کے معقول طبقے کو اپنے مذہب کے خلاف یہ شکایت تھی کہ وہ غیر معقول ہے توہماتی ہے۔ اور پھر جبر سے کام لیا جاتا ہے۔ کیونکہ یونانی بھگتوں اور پروہتوں نے دبھگت اصل میں یونانی لفظ ہے وہ اپنے علماء کو Bhagcha کہتے تھے) توحید کو بگاڑ کر Buddaball کو خدا کا روحانی بیٹا بنا لیا تھا۔ غالباً یونانی میں الڈ باتھ شیطان کا نام ہے۔ جس نے اپنے قرُب سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ایسی خراب دنیا بنائی کہ انسان کو گناہ کا ارتکاب کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا۔ اس لئے قیامت کے روز کم از کم بھگتوں کے پیروؤں کے گناہوں کی سزا الڈ باتھ کو ملے گی۔ اور بھگت خوب جنت کی سیریں کریں گے۔ اس کے علاوہ بہت سے توہماتی اصول بھی گھڑ لئے گئے تھے تاکہ عوام قابو میں بھی رہیں اور زیادہ بوجھ بھی محسوس نہ کریں۔ ماسوا اس کے کہ بھگتوں کی خدمت ان کو کرنی پڑتی تھی۔ فلاسفر رسل محولہ بالا کتاب کے صفحہ ۳۴۲ پر لکھتے ہیں کہ تثلیثی اختراع کے اوائل میں یونانی بھگتوں کے سامنے پادری بھاگ اٹھتے۔ کیونکہ ان کو اس کا جواب نہ بن پڑتا کہ ان کے خدا کے بیٹے کو جب دشمنوں نے صلیب دینی چاہی تو اس کی آہ و پکار۔ یعنی ایلی ایلی لما سبقتنی کہنے کے باوجود اس کے باپ نے توجہ نہ دی۔ جبکہ یونانیوں کے باپ کے بیٹے کو قیامت تک کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ وہ خود بھی روحانی ہے اور خدائی طاقت بھی رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ بھوک پیاس اور سردی گرمی کی تکالیف سے وہ مبرا ہے مگر تمہارے خدا کے بیٹے کو کبھی چین نصیب نہیں ہوا۔ مسٹر رسل لکھتے ہیں ایلی ایلی لما سبقتنی خالص عبرانی کے الفاظ ہیں۔ یعنی "اے خدا کیا تو نے میرا ساتھ چھوڑ دیا" اگر ان کا بھی ترجمہ کیا ہوتا تو پادری جھٹ بدل کر آسانی سے اپنا بچاؤ کر لیتے۔

غرض یونان کا معقول طبقہ اس تبدیلی اور اختراع کی بناء پر مذہب سے برگشتہ ہو چکا تھا۔ مگر مذہبی دررفتگان کے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ انہوں نے سوچ بچار کے یہ نتیجہ نکالا کہ اصل میں مذہب کی جڑ خدا تعالےٰ پر ایمان ہے۔ اس کے بعد لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ بھگتوں اور پروہتوں نے مذہب کی اصلیت اور معقولیت کو کس قدر برباد کر دیا ہے۔ وہ اندھا دھند تقلید کرتے جاتے ہیں۔ اس لئے ہستی باری تعالےٰ کے ثبوت کی مبادیات کو تباہ کرنا چاہئے۔ پھر مذہبی رجحان کا زور ٹوٹ جائے گا اور اس طرح تعلیم یافتہ اور بارسوخ طبقہ ہمارا ہمنوا بن جائے گا۔ اور سیاسی طاقت بھی ہمارے ہاتھ میں آ جائے گی چنانچہ اس خطرناک تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے چھٹی صدی قبل مسیح میں انکسی مندر اور ایجی ڈوکل نے ارتقائی نظریہ کی بنیاد ڈالی۔ جس سے یہ دکھانا مقصود تھا کہ اس جہان کو نہ تو خدا نے بنایا ہے اور نہ شیطان یعنی الڈ باتھ نے بلکہ قدرتی قوانین کے ماتحت ازلی ابدی مادہ سے یہ دنیا خود بخود ہویدا ہو گئی ہے۔ گو ایجی ڈوکل کو Father of Evolution یعنی ارتقائی نظریے کا بانی مبانی کہا جاتا ہے مگر انکسی مندر کی داد بھی دینی پڑتی ہے اس نے چھوٹے بڑے جانوروں کا آپس میں ارتقائی رشتہ قائم کرنے کے بعد انسان کو سمندری پری کی اولاد بتایا۔ وہ لکھتا ہے کہ انسان کا بچہ پیدا ہونے کے بعد بہت ہی بے بس اور کمزور ہوتا ہے۔ اگر انسان بندر کی ارتقائی صورت ہوتی تو یہ حالی نہ ہوتا۔ پھر خود انسان بھی کپڑوں مکان اور تیار شدہ غذا کا محتاج ہے۔ یہ لاچاری مچھلی سے ہی اس کے ورثہ میں آئی ہے۔ ارتقاء کے موجودہ حامی بھی اس تجویز پر غور کرنے پر مجبور ہوتے جا رہے ہیں۔ کیونکہ نئی اور مصدقہ دریافتوں کے مطابق جیسا کہ Wood Jones نے ثابت کیا تھا۔ انسان بندروں کی تمام نسلوں سے پہلے عالم وجود میں آ چکا تھا۔ ان دریافتوں نے معاملہ برعکس کر دیا ہے۔ اب سوال یہ نہیں ہے کہ بندر ارتقائی رشتہ سے انسان کا جد اول ہے۔ بلکہ یہ کہ آیا بندر انسان کی ایک ارتقائی صورت ہیں؟

الغرض اہل مذہب کی توہم پرستی اور جہالت سے فائدہ اٹھا کر یونانی فلاسفرز نے ایک معقول طبقہ کو اپنے زیر اثر کر لیا اور مادی تمدن کی بنیاد رکھ دی آج دنیا پھر ایک مادی دور میں سے گذر رہی ہے اور موجود الوقت ارتقائی نظریہ نے مذہب کی بنیاد کو کمزور کر رکھا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے یہ جہان ایسا بنایا ہے۔ کہ اس کے نظام اور حکمتوں پر غور کرنے سے معمولی سمجھ والا انسان بھی ایک قادر مطلق اور دانا اور بینا خالق کے تصور کے بغیر تسلی نہیں پا سکتا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

ولئن سالتھم من خلق السمٰوٰت والارض لیقولن اللہ۔ (الزمر ع۴)

کہ "اگر تو ان سے سوال کرے کہ سموات اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یقیناً وہ کہیں گے اللہ نے"۔ مگر مذہب دشمنی کی وجہ سے اور دنیا کا اقتدار بجائے چرچ کے اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے آج دجال کا سارا زور ہستی باری تعالےٰ کی اس بدیہی دلیل کو برباد کرنے پر صرف ہو رہا ہے۔ تاکہ پڑھے لکھے اور صاحب اثر طبقہ میں صحیح مذہب کی تلاش کا جذبہ ہی ختم ہو جائے اور مادہ پرستی کے دلدادہ ہو کر رہ جائیں۔ مگر اب وہ وقت بھی آ گیا ہے۔ جب کہ مادی اصول و ضوابط خود تباہی کے سامان پیدا کر لیتے ہیں اور اس کے بعد پھر مذہب کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے مجبور ہو کر محققین اس سوال پر غور کر رہے ہیں کہ آیا انسان فطرتی طور پر مذہب کی تقلید کرنے پر مجبور ہے؟ دوسرے کیا مذہب کو چھوڑ کر معیشت کا کوئی اور راہ اختیار کیا جا رہا ہے؟۔ کیونکہ ان سوالات کو حل کرنے کے لئے انسان کی نفسیاتی فطرت کے تجزیہ کی ضرورت تھی۔ اس لئے یہ کام ماہرین علم النفس کے سپرد ہے۔ چنانچہ سگمنڈ فرائڈ نے بعض نظریات پیش کئے ہیں۔ جن پر انشاء اللہ اگلی صحبت میں بحث کی جائے گی۔

(خاکسار خلیفہ صلاح الدین احمد ربوہ)

درخواست دُعا

میری اہلیہ گذشتہ ڈیڑھ دو ماہ سے بعارضہ درد شکم بیمار ہے۔ اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ ابھی تک مکمل آرام نہیں ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(غلام محمد چوکیدار تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

جماعت احمدیہ کے دو بیرونی مشنوں کے متعلق

امام صاحب ووکنگ مسجد کے تأثرات

آج سے دو سال قبل غیر مبائعین کے جلسہ سالانہ پر جو خان بہادر غلام ربانی خان صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا تھا ایک سالانہ رپورٹ پڑھی گئی تھی جس کا ایک فقرہ یہ تھا:-

"اس میں شک نہیں کہ قادیان کی جماعت نے بھی بلاد غیر میں بے شمار روپیہ خرچ کرکے کچھ مشن کھولے ہیں۔ لیکن آپ پر واضح ہو کہ وہ مشن ایک دفتر سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے"

(فنانس بورڈ کی رپورٹ کارگذاری ص۳)

اس فقرہ سے جو تأثر پیدا کرنا مقصود تھا۔ الحمدللہ کہ اب خود خان بہادر صاحب موصوف کو بھی اس کے غلط ہونے کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ آجکل آپ ووکنگ مسجد کے امام ہیں اور یورپ کا دورہ کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے احمدیہ مشن امریکہ اور ہالینڈ کے متعلق جن تأثرات کا اظہار فرمایا ہے وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں:-

واشنگٹن کا مرکز ربوہ

"واشنگٹن میں جماعت ربوہ کے متعلق کچھ اظہار خیال کرنا ضروری سمجھتا ہوں اس مرکز کی جگہ اور عمارت کے انتخاب کی داد دینی پڑتی ہے۔ یہ مقام واشنگٹن کے اس حصہ میں ہے جو ہر لحاظ سے پسندیدہ ہے اور تقریباً تمام ممالک کے سفارت خانے اس حصہ شہر میں واقع ہیں اور واشنگٹن کی عالیشان مسجد بھی اس مقام کے قریب ہے۔ علاوہ ازیں یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ مذکور امکان بہت صاف ستھرا اور اچھا مزین رکھا ہوا ہے۔ نیچے کا ایک کمرہ بطور مسجد زیر استعمال ہے۔ اور ایک کمرہ بطور دفتر و لائبریری ہے اوپر کی منزلوں میں رہائش کے وسیع اور موزوں متعدد کمرے ہیں۔ لائبریری میں اچھی قیمتی کتابیں ترتیب وار رکھی ہوئی ہیں اور مفت لٹریچر بھی موجود۔ رسالہ مسلم سن رائز Muslim Sunrise بھی اسی دفتر سے شائع ہوتا ہے۔ اس عمارت اور مسجد کا نام "فضل عمر مسجد" ہے۔ اور ساتھ ہی ایک خالی جگہ بھی ہے جہاں پر مسجد بنانے کی تجویز زیر غور ہے۔ میں نے اس تھوڑے عرصہ میں دیکھا کہ مسٹر خلیل احمد ناصر صاحب ایک مستعد نوجوان ہیں جو نہ صرف علمی لحاظ سے بہتر نظر آتے ہیں بلکہ پسندیدہ اخلاق و اطوار کی وجہ سے وہاں کی سوسائٹی میں ہر دلعزیز ہیں۔ تبلیغی لیکچروں کا سلسلہ انہوں نے اچھے وسیع پیمانے پر علاوہ ادائیگی فرائض ایڈیٹری اخبار سن رائز کے جاری رکھا ہوا ہے"

(اخبار پیغام صلح ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۸ء صفحہ ۱ کالم ۱)

سفر ہالینڈ کے ذکر کے تحت لکھتے ہیں:-

ربوی مرکز میں

"۲۲ تاریخ کو شیخ محمد طفیل صاحب ہمیں ہیگ لے گئے جہاں جماعت ربوہ نے ایک مکان تعمیر کیا ہوا ہے۔ اس مکان کے ایک کمرہ کو جس میں چھوٹا سا محراب بھی ہے۔ جو بطور مسجد استعمال کیا جاتا ہے۔ اور دوسرے کمرے کو بطور دفتر و نشست گاہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اوپر کی منزل بھی چند کمروں پر مشتمل ہے۔ یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ مکان مذکور صاف ستھرا تھا۔ یہاں پر دو مبلغ صاحبان ہیں ایک حافظ (یعنی حافظ قدرت اللہ صاحب ناقل) اور دوسرے ان کا نائب حافظ صاحب کے ساتھ المبشر اور امیسٹرڈم میں ملاقات ہوئی تھی وہ ایک فہمیدہ اور غیر متعصب انسان ہیں اور اپنے کام کو خوبی سے چلا رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کو ملے۔ جو اس وقت انٹرنیشنل کورٹ ہیگ کے خاص کمرہ میں ہمارے منتظر تھے" (پیغام صلح ۵ نومبر ۵۸ء)

پتہ مطلوب ہے

مجھے رفیع الدین احمد صاحب کراچی کا پتہ مطلوب ہے۔ اگر کسی صاحب کو ان کا پتہ ہو یا وہ خود اس اعلان کو پڑھیں تو مجھے اطلاع کر دیں۔

اہلیہ محمد ذکاء اللہ خان بی۔اے
بینگی ضلع لاہور

گونگے اور بہرے بچوں کی تعلیم کا نیا طریق

"لب خوانی"

(ایم۔ ایچ گلزار صاحب۔ لاہور)

گونگے اور بہرے بچوں کی تاریخ میں لب خوانی ایک نئے دور کا پیش خیمہ ثابت ہوئی ہے۔ اس سے گونگے اور بہرے لوگ عوام کے زیادہ قریب آگئے ہیں۔ اس سے قبل ابتدا میں اشارات کا استعمال ہوتا تھا۔ ہر لفظ اور جملے کا مطلب سادہ اشاروں میں واضح کر دیا جاتا تھا۔ اور بچے بھی اشاروں سے ہی جواب دیا کرتے تھے۔ شروع شروع میں اسی طرح زباندانی کی ابتدا ہوئی۔ مگر یہ طریقہ دیرپا ثابت نہ ہوا۔ اساتذہ نے اس کی اصلاح کے متعلق سوچنا شروع کیا۔ آخر کافی عرصہ کی تحقیق کے بعد ایک اور طریقہ ایجاد ہوا وہ تھا تو اشاروں کی ہی ایک قسم مگر وہ مغربی ممالک میں کافی مقبول ہوا اور اب تک رائج ہے مغربی ممالک کی زبانوں میں یہ خصوصیت ہے کہ ان کے ہر الفاظ میں حروف اپنی اصلی شکل میں موجود رہتے ہیں اور ان میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ لیکن اردو فارسی اور عربی وغیرہ میں یہ صفت نہیں۔ چنانچہ اساتذہ نے زبان کے ہر حرف کے لئے الگ الگ اشارے مقرر کر دئے اور کسی لفظ کو ادا کرنے کے لئے اس کے حروف کے مطابق اشارے کرنے پڑتے تھے۔ مثلاً cat کے لفظ کو ادا کرنے کے لئے باالترتیب سی اے اور ٹی کے اشارے کرنے پڑتے۔ بچوں اور استاذہ کو وہ اشارے اس قدر ازبر ہوتے تھے کہ وہ الفاظ یا جملے بلکہ کہانیاں اور واقعات نہایت جلد جلدی انگلیوں پر اشاروں کے ذریعہ کہہ جاتے اور دیکھنے والے سمجھ جاتے اسی طریقہ سے وہ زباندانی۔ حساب بول چال اور دیگر علوم پڑھاتے۔

گونگے اور بہرے بچوں کی تعلیم کے لئے سب سے آخری ایجاد لب خوانی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ ضروری لفظ جو ہم بولتے ہیں۔ بچے ہمارے لبوں زبان اور چہرے کی حرکات سے سمجھ جائیں۔ مثال کے طور پر "طوطا" اور "بلی" دو کھلونے میز پر رکھے ہیں۔ پھر ان کو بتایا گیا ہے کہ طوطا اور بلی بولنے میں منہ کی یہ حرکات ہوتی ہیں۔ پھر استاد بار بار طوطا یا بلی بولے گا۔ اور بچے ساتھ ساتھ کھلونا اٹھا کر استاد کو دکھائیں گے کہ استاد کس کو جو کہہ رہا ہے۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ تک بلکہ ہفتوں تک جاری رہے گا۔ پھر جا کر ایک یا دو لفظ کی حرکات بچے کے ذہن نشین ہوں گی۔ اس طرح آہستہ آہستہ ان کو ہر قسم کے الفاظ کی لب خوانی کرا دی جاتی ہے یہاں تک کہ ان کا ذخیرہ الفاظ کافی ہو جاتا ہے۔ پھر زباندانی شروع کر دی جاتی ہے جس سے جملوں کی لب خوانی کی بھی مشق ہو جاتی ہے۔

یہ طریقہ تعلیم کافی مفید ثابت ہوا ہے۔ اس میں اشاروں کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور بچے دوسرے لوگوں کی باتوں کو بھی سمجھ سکتے ہیں۔ مگر اس میں ایک دقت بھی ہے۔ وہ یہ کہ اساتذہ کو کافی محنت کرنی پڑتی ہے اور اکثر اوقات وہ دماغی طور پر تھک جاتے ہیں۔ انسان ایک گھنٹہ تک تقریر کر سکتا ہے۔ مگر ایک ہی حرف یا لفظ کو بار بار ایک گھنٹہ تک دہرا نہیں سکتا۔ بلکہ ہفتوں مہینوں اور سالوں تک ایسا کرتے رہنا ناممکن سا ہے سوائے اس کے کہ اس کے دماغ میں کافی طاقت موجود ہو۔ عام بچوں کے اساتذہ سے یہاں کئی گنا زیادہ محنت درکار ہے۔

لب خوانی کی ایجاد نے بہرے بچوں کی تعلیم میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا ہے چنانچہ مغربی ممالک اور امریکہ کے اکثر سکولوں میں یہی طریقہ تعلیم رائج ہے۔ وہاں لوگوں کی معاشی حالت اچھی ہے۔ اس لئے وہ لوگ محنت کرکے عمدہ نتائج حاصل کر لیتے ہیں۔ اسی ذریعہ سے دوسرے مضامین مثلاً بول چال حساب۔ زباندانی اور دیگر علوم سکھائے جاتے ہیں۔

پاکستان میں بہرے بچوں کی تعلیم ایک نئے دور میں سے گزر رہی ہے۔ متعدد سکول گورنمنٹ اور سوسائٹیاں چلا رہی ہیں ان سب میں یہی طریقہ رائج ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں غیر ملکی ٹرینڈ ماہرین کی تعداد کم ہے اسی لئے عوام کو بہرے بچوں اور اساتذہ کی تکالیف کا پورا پورا احساس نہیں ہے۔ اور وہ یہ نہیں جانتے کہ گونگے اور بہرے بچوں کی بہبودی اور اساتذہ کی بہبودی لازم و ملزوم ہے۔

اسپیشل اصحاب کو ان معذور بچوں کی بہبودی کی طرف رغبت ہوتی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ جو احباب ان بچوں کی تعلیم و تربیت اور بحالی کے لئے کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے گھر میں ان کے لئے (بقیہ)

(ص۴) اجر ہے اور یہ خاص نیکی کا کام ہے جو وہ بے زبان انسانوں کے لئے فی سبیل اللہ کر رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں زیادہ سے زیادہ کار خیر کی توفیق عطا فرمائے۔

غیر موصی اصحاب سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطاب

"تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور اسلام کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی میں اُن دوستوں کو مبارک دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اِن لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی اور دنیوی برکات سے مالامال ہو سکیں اور دُنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ اسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردِہ کہا جاتا تھا جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا۔ اس میں وہ نور نکلا جس نے دُنیا کی ساری تاریکیوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر و غریب کو اور ہر چھوٹے بڑے کو محبت اور پیار اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرمائی" (نظام نو صفحہ ۱۱۲)

وہ سعید روحیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر لبیک کہنے کے لئے بے تاب رہتی ہیں۔ ان کو مژدہ ہو کہ حضور نے اُن کو اسلام کا جھنڈا لہرانے کے لئے پکارا ہے وہ ایک جست لگا کر آگے آئیں اور اپنے اسمائے گرامی اُن خوش نصیب مجاہدوں کی فہرست میں شامل کرائیں۔ جن کو حضور کی طرف سے ہدیۂ تبریک پیش کیا جا رہا ہے۔ اسلام کی خدمت کے لئے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنے اموال و املاک کا کم سے کم دسواں حصہ پیش کر دینا کوئی بڑی قربانی نہیں۔ ہم پہلوں نے تو اپنے اموال و املاک کے علاوہ اپنی جانوں اور اپنی اولادوں کو بھی قربان کر دیا تھا۔ نیکی کے کاموں میں تامل اور تذبذب مومن کے لئے مناسب نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد جو اسی مسئلہ وصیت کے متعلق ہے قابل غور ہے۔

"بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دُنیا سے جُدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں کہیں گے۔ ھٰذا ما وعد الرحمٰن و صدق المرسلون"

پس پیشتر اس کے کہ اس دنیا سے جدائی کا وقت آئے۔ اسلام کے لئے اپنے اموال و املاک کی وصیت کر دیجئے اور اس مبارک کام کو امروز فردا پر نہ ٹالتے جائیے

(سکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

تبدیلیٔ نام

میں نے اپنا نام محمود علی کی بجائے سید محمود علی رضا رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

(محمود علی کلرک ڈاکخانہ جھنگ صدر)

درخواستہائے دُعا

میری اہلیہ تقریباً ایک ماہ سے علیل ہے۔ بزرگانِ سلسلہ و احباب کرام دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ جلد از جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ (راجہ عبدالرشید آصف ڈسپنسر شیخوپورہ)

۲۔ صوبیدار محمد صدیق خانصاحب بلوچ سنٹر ایبٹ آباد کی اہلیہ صاحبہ شدید طور پر بیمار ہیں احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے عاجلہ و کاملہ فرمائے۔ آمین

(خاکسار عبدالمجید خاں شوق لاہور)

تاروں کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریک جدید کے وعدوں کی اطلاع

(۱) محترم جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ کوئٹہ نے بذریعہ تار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تحریک جدید سال رواں کے اعلان پر جماعت احمدیہ کوئٹہ کی طرف سے لبیک کہتے ہوئے قسط اول کے طور پر پچیس سو روپیہ کا وعدہ پیش کیا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے منظور فرماتے ہوئے جزاکم اللہ احسن الجزاء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے سب دوستوں کو اشاعتِ اسلام کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق دے۔ آمین۔

(۲) محترم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کنری (سندھ) بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اجتماعی طور پر کنری میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت و تندرستی اور درازیٔ عمر کے لئے پُرخلوص دعا کی گئی اور دو بکرے بطور صدقہ ذبح کئے گئے تحریک جدید سال رواں کے مالی جہاد میں سات صد روپیہ کے وعدے پیش کئے جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(۳) محترم جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدرآباد نے بذریعہ تار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں نو سو اڑتالیس روپے کا وعدہ جماعت کی طرف سے پیش کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی۔ حضور ایدہ اللہ نے وعدہ کی منظوری دیتے ہوئے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے دوستوں کو اسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق بخشے اور اپنی برکات سے نوازے۔ (خاکسار وکیل المال اول تحریک جدید)

ضروری اعلان

۱۔ آئندہ بھکنا نوالی۔ مرالہ۔ دجوعہ (ضلع گجرات) کو ایک جماعت میں منسلک کیا جاتا ہے جس کے پریذیڈنٹ چوہدری شاہ محمد صاحب ہوں گے۔

۲۔ ہیلاں۔ ٹبہ۔ پنڈی لالہ ان دیہات کو اکٹھا کر کے ایک جماعت قائم کی گئی ہے۔ جس کے پریذیڈنٹ حکیم محمد حسین صاحب ہوں گے۔ احباب مطلع رہیں۔ (ناظر اعلیٰ)

وکیل المال کی ڈاک

تحریک جدید کے ذریعے اسلام کی بڑی خدمت کی گئی ہے

محترم بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعتہائے ضلع سیالکوٹ ایک گرامی نامہ بنام وکیل المال میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"تحریک جدید کے ذریعہ اسلام کی بڑی خدمت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور ان کا سایہ جماعت کے سر پر دیر تک قائم رکھے آمین۔ ان کا یہ کارنامہ اتنا عظیم الشان ہے کہ احمدیت کی تاریخ لکھنے والا اس کو سنہری حرفوں میں نمایاں طور پر لکھے گا"۔ (وکیل المال تحریک جدید)

---

(۳) میرے والد مکرم ملک محمد شفیع صاحب لائلپوری عرصہ ایک ماہ سے بوجہ کینسر بیمار ہیں بزرگانِ سلسلہ اور احباب ان کی شفایابی کے لئے دردِ دل سے دعا فرما دیں۔ (لطیف احمد از لاہور)

(۴) میری ہمشیرہ ہاجرہ بی بی کئی سال سے بعارضہ سل بیمار ہیں اب زیادہ تکلیف ہے۔ نیز میری اہلیہ بعارضہ بخار بیمار ہے احباب دونوں کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمد سلیمان محاسب جماعت احمدیہ دوحمہ ضلع سرگودھا)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

تجارت اور صنعت کے متعلق یکساں پالیسی اختیار کی جائیگی

گورنر مغربی پاکستان مسٹر اختر حسین کا اعلان

لاہور ۱۴ نومبر۔ گورنر مغربی پاکستان مسٹر اختر حسین نے کل ریڈیو پاکستان لاہور سے ایک تقریر نشر کرتے ہوئے صنعت و حرفت تھوک بیوپاریوں اور پرچون فروشوں سے اپیل کی کہ وہ کاروبار کو ہر لحاظ سے معمول پر رکھیں اور مال کی تیاری یا خرید و فروخت میں مصنوعی خوف و ہراس کی وجہ سے کوئی رخنہ پیدا نہ ہونے دیں۔

گورنر نے واضح کیا کہ حکومت ملک بھر میں تجارت اور صنعت کے لئے یکساں پالیسی تیار کر رہی ہے۔ جس میں تھوک فروش سے لے کر عام صارفین تک ہر ایک کے مفادات کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ گورنر کی نشری تقریر کے اہم حصے درج ذیل ہیں۔

پچھلے دنوں مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں میں قیمتوں پر کنٹرول کے جو متعدد احکام جاری کئے گئے اور بعض تجارتی اداروں کی جو تلاشی لی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے عوام اور کاروباری طبقے میں بالخصوص کچھ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے۔ رشتل لا کے مختلف سیکٹروں میں اس سلسلے میں جو احکام جاری کئے گئے تھے ان کا مقصد یہ تھا کہ ضروری اشیائے صرف کی قیمتیں کم ہو جائیں۔ اس میں شک نہیں کہ عام طور سے ان اقدامات سے قیمتیں ایک معقول سطح پر آ گئیں اور کنٹرول نافذ کرنے کا فوری مقصد کافی حد تک پورا ہو گیا۔ اب حکومت تجارت اور صنعت کے متعلق پورے ملک کے لئے ایک مستقل اور یکساں پالیسی وضع کرنے کے لئے قدم اٹھا رہی ہے۔ اور اس سلسلے میں تھوک بیوپاریوں۔ پرچون دوکانداروں اور عام صارفین سب کے مفادات کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگوں کو "سمگلنگ ذخیرہ اندوزی اور چور بازاری جیسی سماج دشمن سرگرمیوں کی پاداش میں بجا طور پر جو سزائیں دی گئی ہیں۔ اس کی وجہ سے کاروباری طبقوں میں غیر ضروری خوف و ہراس پیدا ہو گیا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ وسیع سمگلنگ اور خلاف قانون سٹہ بازی کا نے ہماری معیشت کو تباہی کے کنارے پر پہنچا دیا تھا۔ ان حالات میں یہ ضروری ہو گیا تھا کہ بدنام سمگلروں اور چور بازاری کرنے والوں کو جن کی اصلاح کر کے انہیں شہری بنانا ممکن نہیں رہا تھا۔ اپنے سماج اور معیشت کی صحت مندانہ ترقی کی خاطر بالکل ختم کر دیا جائے۔ ہمیں ان لوگوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہونی چاہیئے۔ جو قوم کو نقصان پہنچا کر پروان چڑھے ہیں اور جن کی سماج دشمن سرگرمیوں نے مملکت کو بحیثیت مجموعی کمزور کر دیا ہے۔ ایسے افراد کو جو قرار واقعی سزا ملی ہے اس سے ان کاروباری طبقے کو ہراساں ہونے کی ضرورت نہیں جو ایمانداری

سے تجارت و صنعت میں مصروف ہے۔

مجھے پورا یقین ہے کہ وہ لوگ جو صنعت اور تجارت میں مصروف ہیں۔ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ یہ خوف اکثر حالات میں کسی نہ کسی احساس جرم کی وجہ سے ہے۔ حکومت پاکستان ان کے اس خوف کے اسباب سے خوب آگاہ ہے۔

قیمتوں میں حد سے زیادہ اضافہ اور چور بازاری کی ایک سب سے بڑی وجہ امپورٹ لائسنسوں کی ناجائز فروخت تھی جو کئی ہاتھوں سے گذرنے کے بعد حقیقی صنعتی اور تجارتی صارفین تک پہنچتے تھے لائسنسوں کی یہ خرید و فروخت کاروبار کا ایک مسلمہ طریقہ بن گئی تھی۔ اور تھوک فروشوں اور صنعت کاروں کی چور بازاری کا سبب بنی تھی۔ ہم نے اب تاریخ کا نیا ورق الٹا ہے اور حب وطن ایمانداری اور راست کرداری کے صحیح جذبے کے ساتھ نئی زندگیوں اور کاروبار کی نئی طرح ڈالی ہے۔ " مجھے یہ اطلاع دی گئی ہے کہ کپڑے کی ملوں میں کپڑے اور سوت کے بڑے بڑے ذخیرے جمع ہو گئے ہیں۔ اور تھوک اور خوردہ فروش انہیں اٹھا نہیں رہے۔ میرے خیال میں اس صورت حال کی وجہ کی بنیاد خوف ہے کہ کپڑوں کی قیمتوں میں اور کمی ہو۔ لیکن حکومت پاکستان نے ہر قسم کے سوتی کپڑے اور سوت کی جو قیمتیں مقرر کر دی ہیں ان کے پیش نظر یہ خوف بے محل ہے صنعت کاروں کو معمول کے مطابق اپنے کاروبار میں مصروف رہنا چاہیئے۔"

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ جننگ فیکٹریوں نے ابھی تک صحیح طرح کام کرنا شروع نہیں کیا۔ کیونکہ انہیں غلط فہمی ہے کہ کپاس کی مختلف قسموں کی ملاوٹ کے بارے میں مارشل لا کا کوئی ضابطہ نافذ کیا گیا ہے۔ ایسی طرح کا کوئی ضابطہ نافذ نہیں کیا گیا۔ لیکن جہاں تک کپاس کو ملاوٹ سے پاک رکھنے کا تعلق ہے۔ یہ قومی عزت اور وقار کا مسئلہ ہے۔ اگلی فصل میں کپاس کی بوائی کے موقعہ پر اس امر کا خاص خیال رکھا جائے گا کہ بیج ہر قسم کی آمیزش سے پاک ہو۔

خالص بیج مہیا کرنے کے لئے محکمہ زراعت ضروری اقدامات کر رہا ہے۔ تاکہ کپاس کی عمدہ اقسام پیدا ہوں۔ اور ہم اس اہم جنس کو برآمد کر کے مطلوبہ نتائج حاصل کریں۔

میرے علم میں یہ بات بھی لائی گئی ہے کہ ہوزری کے بعض صنعت کاروں نے اپنے کارخانے اس بنا پر بند کر دئے ہیں کہ ان کی بازار میں کھپت نہیں ہو رہی۔ آجکل ہوزری اور اون کے سامان کی سب سے زیادہ مانگ ہوتی ہے۔ اور اس موقع پر بے بنیاد خوف اور مصنوعی کساد بازاری کی زد اس صنعت پر پڑنا افسوسناک ہے۔ مقامی طور پر ان مصنوعات کی قیمتیں کم کرنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس قسم کی چیزوں کی قیمتیں مقرر کرنے کا اختیار مرکزی حکومت کے سوا کسی کو نہیں و صدر کے ۸ر نومبر کے اعلان میں ملکی مصنوعات کے منافع کی وضاحت کر دی ہے۔ اور اس کے پیش نظر کوئی وجہ نہیں کہ ملکی صنعتیں پوری طرح کام نہ کریں۔

"صوبائی حکومت نے لاہور اور حیدرآباد کے علاقوں سے چاول کی خریداری شروع کر دی ہے۔ منڈیوں میں جو بھی فاضل چاول ہوگا۔ اسے وہ خرید لے گی اور اس کی زیادہ سے زیادہ مقدار برآمد کرے گی۔ تاکہ زرمبادلہ حاصل ہو سکے۔ حکومت کی مقرر کردہ قیمتیں اچھی خاصی ہیں۔ اور چاول کے بیوپاریوں کے لئے ان میں کافی منافع ہے۔ لیکن اس کے باوجود میرے علم میں آیا ہے۔ کہ بعض علاقوں میں بیوپاری دھان کی مناسب قیمتیں نہیں ادا کر رہے۔ میں دھان سے چاول نکالنے والی ملوں کے مالکوں اور بیوپاریوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ دھان پیدا کرنے والوں کو اسی طرح اچھے دام دیں جس طرح وہ حکومت سے اپنے مال کے اچھے دام لے رہے ہیں۔

حکومت اب تک جو تدابیر اختیار کر چکی ہے۔ ان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ ملک میں کاروبار کے حالات کو جلد سے جلد معمول پر لانا چاہتی ہے۔ آپ حضرات کے تعاون سے اس مقصد کی تکمیل آسان ہو جائیگی۔ حکومت پاکستان پیداوار کو بڑھانے، کاروباریوں کو آسانیاں پیدا کرنے اور سماج دشمن سرگرمیوں کے سدباب کا پورا

بعض ریشمی اور اونی کپڑوں سیمنٹ سائیکل اور اخباری کاغذ کے نرخ مقرر کر دیئے گئے

مارشل لاء کے ضابطہ نمبر ۴۲ کے تحت حکومت کی طرف سے اعلان

کراچی ۱۵ نومبر۔ حکومت پاکستان کی طرف سے کل متعدد مزید اشیاء کی تھوک اور خوردہ قیمتیں مقرر کرنے کا اعلان ہوا ہے ان میں مصنوعی ریشمی کپڑے کی بعض اقسام، مرغانی، بنوں اور مشرقی پاکستان کی ایک مل کا اونی کپڑا، سیمنٹ، سائیکل اور اخباری کاغذ شامل ہیں۔ ان اشیاء کے نرخوں کا تعین مارشل لاء کے ضابطہ نمبر ۴۲ کے تحت عمل میں آیا ہے۔

ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ٹیکسٹائل کمشنر نے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعہ دیسی مصنوعی ریشمی کپڑے کے ایکس مل اور پرچون زیادہ سے زیادہ نرخ مقرر کر دیے ہیں۔ جن کا نفاذ فی الفور ہو گیا ہے۔ اعلان میں واضح کیا گیا ہے کہ اب کپڑے پر ایکس مل یا پرچون نرخوں کی چھاپ لگی ہو یا نہ ہو۔ اور خواہ اس چھاپ میں کوئی سی بھی قیمت درج ہو اب کوئی شخص ان قیمتوں سے زائد دام ہرگز وصول نہیں کر سکے گا۔ جن کا سرکاری اعلان ہوا ہے۔ ایکس مل قیمت سے مراد "فری ڈیلیوری" ایکس مل کے لئے زیادہ سے زیادہ قیمت ہے۔ اور اس میں ایکسائز ڈیوٹی اور سیلز ٹیکس شامل ہیں۔

زیادہ سے زیادہ پرچون قیمت سے مراد وہ قیمت ہے جو صارفین سے وصول کی جائے گی اس میں وہ تمام مصارف شامل ہیں جو نقل و حمل، بیمہ، مقامی ٹیکسوں، محصول چونگی وغیرہ کی صورت میں ہوتے ہیں۔ رابطہ جو کپڑا ملک کے ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں پہنچ کر فروخت ہوگا۔ اس پر ایک آنہ فی گز زائد وصول کیا جا سکے گا۔ پرچون فروشوں کے لئے مجموعی طور پر ۶¼ فیصد منافع متعین کیا گیا ہے۔

کپڑے کی جو زیادہ سے زیادہ قیمتیں مل یا تھوک بیوپاری کسی پرچون فروش سے وصول کرے گا۔ اس میں اس کے لئے ۶¼ فی صد واضح منافع کی گنجائش چھوڑی جائے گی۔

کسی مل کے لئے یہ اجازت نہیں ہو گی کہ وہ کسی تھوک بیوپاری، پرچون فروش یا صارف سے مقررشدہ ایکس مل قیمت سے زائد دام وصول کرے۔ البتہ اگر مل کی طرف سے کسی پرچون فروش کو کپڑا کسی دوسرے مقام میں مہیا کیا جائے اور حمل و نقل، مقامی ٹیکسوں، چونگی وغیرہ کے زائد مصارف ادا کرنے پڑے ہوں تو مل کو یہ اجازت نہیں ہو گی کہ اگر پرچون قیمت زیادہ سے زیادہ ۱۱۰ ہو تو وہ پرچون فروش سے ۱۰۱¾ سے زائد وصول کریں۔

اسی طرح اگر زیادہ سے زیادہ پرچون قیمت ۱۱۰ ہو تو تھوک بیوپاری خوردہ فروش کو ۱۰۲¾ کے حساب سے مہیا کرے گا اور اس میں کوئی مزید اخراجات شامل نہیں کئے جائیں گے۔

اس سلسلے میں جو شیڈول جاری کیا گیا ہے اس میں مندرج قیمتیں مارشل لاء کے ضابطہ نمبر ۴۲ کے تحت جاری شدہ قیمتیں قرار پائیں گی۔

اوقات روانگی دی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹ سرگودھا

نمبر سروس	پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس	چوتھی سروس	پانچویں سروس	چھٹی سروس	ساتویں سروس	آٹھویں سروس	نویں سروس	دسویں سروس	گیارھویں سروس	بارھویں سروس
از سرگودھا برائے لاہور	۳½	۴½	۵½	۶½	۷½	۸½	۱۰	۱۰½	۱۱½	۱۳	۱۴½	۱۶
از لاہور برائے سرگودھا	۳½	۴½	۵½	۷	۸½	۹½	۱۰½	۱۲	۱۳½	۱۵	۱۶	
از گوجرانوالہ برائے سرگودھا	۵¾	۱۰½	۱۵¼	نوٹ: لاہور سرگودھا کے درمیان پانچ گھنٹے۔ اور سرگودھا، گوجرانوالہ کے درمیان سوا چار گھنٹے کا سفر ہے۔ (جنرل منیجر)								
از سرگودھا برائے گوجرانوالہ	۵¾	۱۰½	۱۵¼									

صدر جنرل ایوب سے چوہدری غلام عباس کی ملاقات

مسئلہ کشمیر پر اڑھائی گھنٹے تک مفصل بات چیت

راولپنڈی ۱۵ نومبر۔ صدر جنرل محمد ایوب خاں نے تحریک آزادی کشمیر کے معروف رہنما چوہدری غلام عباس کو یقین دلایا ہے کہ "جب تک ریاست جموں و کشمیر آزاد نہیں ہو جاتی اس کی آزادی کے لئے جدوجہد جاری رہے گی"۔ چوہدری غلام عباس نے صدر سے کل شام اڑھائی گھنٹے تک طویل ملاقات کی تھی اور ان سے مسئلہ کشمیر پر مفصل بات چیت کی تھی۔

معلوم ہوا کہ صدر نے اس ملاقات میں چوہدری غلام عباس پر زور دیا کہ آزادی کشمیر کی جدوجہد جاری رکھی جائے تا آنکہ مکمل طور پر آزاد ہو جائے۔

یہاں کے کشمیری حلقوں کے نزدیک اس بات چیت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ چوہدری صاحب تحریک آزادی کشمیر کے سلسلے میں کافی عرصہ جیل میں رہے ہیں۔ گزشتہ ماہ گھوڑا گلی سب جیل سے رہائی کے بعد کسی لیڈر کے ساتھ ان کی یہ پہلی بات چیت تھی۔

چوہدری غلام عباس نے یہ بتانے سے انکار کر دیا کہ صدر جنرل ایوب سے اس ملاقات میں جو کمانڈر انچیف ہاؤس میں ہوئی تھی کیا کچھ امور زیر بحث آئے۔ البتہ وہ اس ملاقات کے بعد بے حد خوش اور پُرامید نظر آتے تھے۔

صدر یہاں ۱۰ نومبر کو آئے تھے۔ اور انہوں نے چوہدری غلام عباس سے طویل گفتگو سے ایک دن پہلے حکومت آزاد کشمیر کے صدر سردار محمد ابراہیم خاں اور ان کی کابینہ کے ارکان سے بات چیت کی تھی۔

صدر جنرل محمد ایوب خاں جب کل راولپنڈی سے جہاں وہ آٹھ سال تک قومی فوج کے سربراہ کی حیثیت سے رہے اور جہاں سے انہیں ملک کے ایک نئے مستقبل کی جانب رہنمائی کی ذمہ داری کے لئے کراچی جانا پڑا، وداع ہوئے تو یہ ایک ایسی تقریب الوداع تھی جس پر ایک خاندان سے رخصت ہونے کا سا سماں محیط تھا۔ صدر کے ہوائی جہاز نے سہ پہر کے دو بجے انہیں اور ان کی اہلیہ کو لے کر چکلالہ کے ہوائی اڈے سے پرواز کی۔ اس موقع پر جو بہت سے اعلیٰ فوجی اور سویلین افسر انہیں رخصت کرنے آئے تھے ان میں کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ، لیفٹیننٹ جنرل ایچ۔ ایم۔ اے حمد، لیفٹیننٹ جنرل ایم۔ این محمود، میجر جنرل شاہد حامد، میجر جنرل اے۔ ایم یحییٰ، میجر جنرل سرفراز خاں، میجر جنرل انور خان، وزارت دفاع کے جائنٹ سیکرٹری سردار عطاء محمد خاں اور کمشنر راولپنڈی ڈویژن مسٹر غیاث الدین شامل تھے۔ صدر ایوب فوجی جنرل کی ہلکی گرم وردی پہنے ہوئے تھے۔ آپ ابکے چار دن راولپنڈی میں ٹھہر کر کراچی گئے ہیں۔

بعد کی ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ صدر جنرل محمد ایوب خاں نے اپنی اہلیہ کی معیت میں آج شام راولپنڈی سے کراچی تک کا سفر فضائی فوج کے عام ہوائی جہاز میں کیا۔ کراچی کے ہوائی اڈے پر ان کے استقبال کے لئے مرکزی وزراء اور اعلیٰ حکام موجود تھے۔ رات کو انہوں نے کینیڈا کے وزیراعظم مسٹر ڈیفن بیکر اور ان کی اہلیہ کے اعزاز میں ڈنر دیا۔

ایک احمدی طالبہ کی شاندار کامیابی

یونیورسٹی کی طرف سے وظیفے اور دیگر مراعات کا اعلان

عزیزہ بشریٰ بشیر گزشتہ بی۔ اے کے امتحان میں جامعہ نصرت ربوہ میں اوّل آئی تھیں اب معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے اسلامیات میں یونیورسٹی بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ چنانچہ یونیورسٹی نے انہیں ۳۵ روپے ماہوار وظیفہ دینے کے علاوہ ایم۔ اے اسلامیات میں مزید تعلیم جاری رکھنے کے لئے فیسوں وغیرہ کے اخراجات سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ انہوں نے ایم۔ اے (اسلامیات) میں داخلہ لے لیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ان کی نمایاں کامیابی اور بیش از بیش ترقیات کے لئے دعا کریں۔

(چوہدری محمد اسحاق)